تفسیر "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" کی خصوصیات اور آ ماخذ کا ایک تحقیقی جائزہ

A research study of characteristics and Sources of Tafsir "Addur ul Mansor fi TAfsir bil Masoor"

Aziz Ahmad
Ph.D Scholar in Islamic studies,
Federal Urdu University, Abdul Haq Campus Karachi.
azizroomi92@gmail.com

Dr. Maqsood Ur Rehman
Lecturer Department of Islamic Studies, University of Malakand
maqsood2121986@gmail.com

Dr. Aman Ullah
Assistant Professor in Islamic Studies, FUUAST Abdul Haq Campus Karachi
amanamin400@gmail.com

Abstract

Tafsir of Allama jalal Ud Din Sayuti titled 'Addur ul Mansor fi TAfsir bil Masoor' is of the significant importance. In Tafsir Masur there is no big treasure of narrations of the Prophet (Peace be upon him). Allama Jalal Uddin Sayoti has encapsulated all the dimensions of Tafsir in these books. Either it is the importance of Sur or place of revelation or reasons of revelation or accents of recitation of difficult words or reasoning in Islamic Jurisprudence. But in the whole Tafsir he does not give his own opinion. In this research article analysis of methodology and characteristics of this Tafsir is conducted so that the reader should understand before studying it. Conclusion: He does not mention the chains o hadiths nor does he comments on every narration, so this book of Tafsir has become a collection of all kind of hadiths and Aathar. Many of these hadiths are fabricated and weak. Furthermore, the Allama has covered all aspects of the commentary, whether it is related to the virtue of the surahs, or the place of revelation, or the glory of revelation, or the recitation of the Qur'an, or the description of the Vocabularies of the Qur'an, or the Sayings of Jurists in jurisprudential rulings.

Keywords: Addur ul Mansor , tafsir sayot, Allama sayoti, Methodology, characteristics

تفسیر:لغۃ: تفسیر باب "تفعیل" کا مصدر ہے اس کا حروف اصلی" فسر " ہے جس کے لغوی معانی "ظاہر کرنے اور واضح کر دینا" ہیں جیسا کہ "القاموس المحیط" میں ہے:"الفسر:الإبانَۃُ و کشف المغطی"[1]۔"واضح کرنا اور پردہ ہٹانا"۔ مشہور امامِ لغت زبیدی لکھتے ہیں:"التفسیر کشف المراد عن اللفظ المشکل"[2]."مشکل لفظ کی مراد واضح کرنا"۔ ذکر کردہ کتبِ لغات کے مطابق تفسیر کا لغوی معنی یہی معنی سامنے آتا ہے کہ اس کا معنی"معنی و مراد کو ظاہر و آشکارہ کرنا" ہے۔

اصطلاحا: تفسیر کی مختلف تعریفات منقول ہیں جن میں سے متداول یہ ہیں: "التفسیر علم یعرف به فهم کتاب الله المنزل علی نبیه محمد- صلاة الله علیه وسلامه- وبیان معانیه واستخراج احکامه و حکمه"۔[3]. ترجمہ:"تفسیر ایسا علم ہے جس کے ذریعے محمد ﷺ پر نازل شدہ کتاب کا مفہوم،اس کے مراد کے بیان اور اس کے احکامات اور حکمتوں کے حصول کی معرفت ہوتی ہے"۔ محمد حسین ذھبی رقمطراز ہیں:"ان علم التفسیر علم یبحث عن مراد الله تعالی بقدرالطاقة البشریة "[4]." تفسیر وہ علم ہے جو بشری طاقت وقدرت کے مطابق اللہ کے مراد سے بحث کرتا ہے"۔یعنی انسان اپنی طاقت کے مطابق قرآن کے مفہوم سمجھنے کی جو کوشش اور سعی کرتا ہے اس کو علمِ تفسیر کہتے ہیں۔ محمد حسین ذہبی نے اس تعریف کو تمام تعریفات منقولہ کا مشترکہ مفہوم قرار دیا ہے۔

الدر المنثور فی التفسیر بالماثور: یہ علامہ ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابی بکر اسیوطی شافعی کی تفسیر ہے،اس کا پوا رنام "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" ہے یہ تفسیرِ صرف روایات پر مشتمل ہے ،اور تفسیر ترجمان القرآن کا اختصار ہے، ترجمان القرآن "میں انہوں نے تمام روایات کو اسناد کے ساتھ ذکر کیا تھا، پھر اختصار کی غرض سے ان کی اسانید حذف کر کے صرف متون بحوالہِ کتاب ذکر کیا،اس کا نام "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" رکھ دیا جس کا تذکرا نہوں نے خود اپنی کتاب کے مقدمے میں کیا ہے[5]۔

مفسر: آپ کالقب جلال الدین،کنیت ابو الفضل، عرف ابن کتب اور نام عبدالرحمٰن ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے "عبد الرحمان بن کمال الدِین ابی بکر بن محمّد بن سابِق الدِین بن فخر الدین بن عثمان بن ناظر بن محمد بن

سیف الدین، بن فخر الدِین ابی صلاح ایوب بن ناصر الدین محمد بن ہمام الاسیوطی الشافعی"۔[6] آپ کی ولادت 13 اکتوبر 1445ء بمطابق یکم رجب 849ھ میں اسیوط کے مقام پر ہوئی۔[7] سیوطی "اُسیوط" کی طرف منسوب ہے۔ یہ "صعید مصر" کے نواح میں دریائے نیل کے مغربی کنارہ پر واقع ایک شہر ہے۔ اس شہر کا نام "سیوط" یعنی ہمزہ کے بغیر بھی لکھا جاتا ہے جیسا کہ القاموس المحیط میں ہے: سُیوطُ أو أُسْیوطُ بضَمّهما :بلدة بصَعیدِ مِصْرَ[8]۔ اپنے بارے میں خود اپنی خود نوشت سوانح "حسن المحاضرۃ" میں لکھتے ہیں کہ: حق تعالیٰ نے مجھے سات علوم یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی بیان اور بدیع میں بہت مہارت عطا فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں: رزقت التبحر فی سبعة علوم :التفسیر والحدیث والفقه و النحو والمعانی والبیان والبدیع"۔[9]۔

علوم القرآن اور تفسیر میں علامہ کی تصنیفات: علامہ نے تفسیر اور علومِ تفسیر کے موضوع پر کم و بیش پینتیس (35) کتابیں تصنیف کی ہیں، البتہ تفسیر میں ان کی دو کتابیں بنیادی حیثیت کے حامل ہیں[10]۔ 1۔الدر المنثور فی التفسیر بالماثور (جو کہ ہماری زیرِ بحث مقالہ ہے) 2۔ تفسیرِ جلالین (نصفِ اول)

الدر المنثور کے مآخذ: اس تفسیر کے لیے سیوطی ہر قسم کی کتابوں سے روایات لی ہیں، چاہیے وہ تفسیر کی کتب ہو یا حدیث کی ہو یا تاریخ کی، البتہ بیشتر روایات تفسیرِ طبری، تفسیر ابن ابی حاتم، مسند عبد بن حمید، بیہقی کے شعب الایمان، سنن سعید بن منصور، تاریخ خطیب، مسند دیلمی، تاریخ ابن عساکر اور حلیہ ابن نعیم وغیرہ سے ذکر کرتے ہیں۔ اس کتاب کا منہج اور خصوصیات درجہ ذیل ہیں:

1۔ صرف روایات و آثار کے متون پر اکتفاء: سیوطی نے اس کتاب میں اپنی رائے کو بالکل جگہ نہیں دی ہے، کوئی ایک جملہ یا کلمہ تشریحی اپنے طرف سے درج نہیں کیا، اس بات کا پورا اہتمام کیا کہ یہ کتاب احادیث و آثار کا مجموعہ ہو، جیسا کہ منیع بن عبد الحلیم لکھتے ہیں: والدر المنثور هو اجمع کتاب للتفسیربالمأثور، لم یبد فیه الامام السیوطی رأیا،ولم یقل فیه کلمة مفسرة او جملة شارحة، و انما التزام التزام کاملا ان یکون تفسیره جمعا الاحادیث رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الایة و سردا لبعض اقوال الصحابة رضوان الله علیه اجمعین[11]. ترجمہ: "اور در منثور نقلی تفسیر مین سب سے جامع تفسیر ہے، امام سیوطی نے اس میں کوئی رائے نہیں

دی، اس میں کوئی ایک تفسیری کلمہ یا تشریحی جملہ نہیں کہا اور اس بات کا بھرپور التزام کیا کہ آیت میں ان کی یہ تفسیر حضور ﷺ کی احادیث کا مجموعہ ہو اور صحابہ کرام کے بعض اقوال پر ایک نظر ہو"۔

2۔ حذف اسناد و عدم التزام صحت: چونکہ یہ کتاب "ترجمان القرآن" کا اختصار ہے، وہ کتاب اسناد کی وجہ سے طویل ہوئی تھی، اس کتاب میں تمام رویات کی اسناد کو حذف کر کے صرف ذکرِ متون و آثار پر اکتفاء کیا ہے، لیکن ان متون میں صحت کا التزام نہیں کیا جس طرح حدیث ملی، بغیر تحقیق کے رطب و یابس جمع کر دیا، مناہج المفسرین والے لکھتے ہیں:"ھوفی جمعه ھذا لم یلتزم صحة الاحادیث والنقل(12)"۔ "وہ اپنے اس مجموعے میں احادیث اور روایت کی صحت کا التزام نہیں کیا"۔

3۔ متنِ حدیث مصادر کا ذکر: علامہ نے صرف متن آنے والی نسل پر پیش نہیں کیا ہے، بلکہ اس کی معرفت کی بنیادی معلومات بتا کر اس کو امت کا حوالہ کیا ہے، تا کہ وہ خود جستجو اور تتبع سے اس کی صحت اور ضعف کا علم حاصل کر لیں، اس سلسلے میں وہ ہر حدیث اور اثر کے ساتھ راوی اور کتاب کا ذکر ضرور کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ سے پہلے "بسم اللہ" کی تفسیر میں اس طرح ایک روایت نقل فرماتے ہیں:" اخرج البیھقی فی شعب الایمان عن ابن عمر انه کان یقرأ فی الصلاۃ "بسم اللہ الرحمان الرحیم"(13)۔ اس روایت میں انہوں نے کتاب کا نام "شعب الایمان" اور راوی کا نام "ابن عمر" کا ذکر کر کے قارئین کا حوالہ کیا ہے۔

4۔ احادیث اور آثار پر تبصرہ: علامہ سیوطی نے اس کتاب میں عام طور پر کسی حدیث پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے ہیں لیکن کبھی کبھار کسی حدیث کی ضعف یا صحت کی صراحت بھی کرتے ہیں جیسا کہ ضعف سند کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:"اخرج الدار القطنی بسند ضعیف عن ابن عمر ان رسول اللہ صلاۃ اللہ علیه وسلامه قال کان جبریل اذا جاءنی بالوحی اول مایلقی علی"بسم اللہ الرحمان الرحیم"(14) اور صحت پر تبصرہ بھی اسی طرح کرتے ہیں چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں:"اخرج الدارمی و البیھقی فی شعب الایمان بسند رجاله ثقات عن عبد الملک بن عمیر"(15)۔ ایک اور جگہ صحتِ سند کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:"وابن جریر و ابن خزیمة والحاکم

وصححه من طريق العلاء عن ابيه عن ابی هريرة ۔[16] سند کی خط کشیدہ حصے میں علامہ سیوطی اس کی صحتِ اسناد کا تذکرہ کیا ہے۔

5۔ روایات کی کثرت واور تفسیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ: علامہ نے ایک ایک آیت یا اس کے ٹکڑے کے ذیل میں کئی کئی روایات نقل کیے ہیں، ان کی تفسیری رویات کا ذخیرہ دس ہزار سے بھی زیادہ ہے، موصوف کا بیان ہے: "قد اعتنيت بما ورد عن النبی–صلى الله عليه وسلم–فی التفسير وعن اصحابه فجمعت فی ذالک كتابا حافلا فيه اكثر من عشرة الاف حديث"[17]. ترجمہ: "حضور ﷺ اور ان کے اصحاب سے تفسیرِ قرآن کے سلسلے میں جو وارد ہوا ہے ان کو میں نے ایک بڑی کتاب میں جمع کیا ہے جس میں دس ہزار سے زیادہ احادیث ہیں"۔ سیوطی صرف آیات کی توضیحی روایات ہی نقل نہیں کرتے ہیں بلکہ آیات اور سورتوں سے متعلق ہر قسم کی روایات لے آتے ہیں چاہیے وہ تعدادِ آیات سے متعلق ہو یا سببِ نزول سے متعلق ہو یا مکانِ نزول سے ہو یا الفاظِ غریبہ کے بیاں میں ہو یا اسماء سورۃ یا فضائل یا احکام یا قرآت یا نسخ سے متعلق ہو۔ ان امور کی وضاحت ترتیب وار درجہ ذیل ہیں:

i. **تعدادِ آیات کا بیان:** علامہ سورت کے شروع میں تعداد ایت کے متعلق روایت بھی ذکر کرتے ہیں اگر ایسی کوئی روایت موجود ہو۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی شروع میں یہ روایت ~کر کرتے ہیں: " عن محمد بن كعب القرظی قال: فاتحة الكتاب سبع آيات[18]" محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: سورۃ فاتحہ سات آیات پر مشتمل ہے"۔

ii. **شان نزول:** علامہ کی روایات تفسیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں، تفسیر قرآن کا ایک لازمی حصہ شان نزول کی معرفت ہے، کیونکہ اس کے بغیر قرآن کے معانی کا سمجھنا دشوار ہے جیسا کی زرکشی رقمطراز ہیں: "بيان سبب النزول طريق قوی فی فهم معانی الكتاب العزيز[19]". اس وجہ سے علامہ شان نزول سے متعلق روایات کا بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ سورۃ طٰہ کے شان نزول کا ذکر اس طرح کرتے ہیں: "عن ابن عباس: ان النبی–صلاة الله عليه وسلامه–اول ما انزل عليه الوحی كان يقوم على صدور قدميه اذا صلى، فانزل الله: {طه ما انزلنا عليك القرآن لتشقى}[20]" ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور صلاۃ اللہ علیہ وسلامہ پہلی وحی کے وقت جب نماز پڑھتے تو

قدموں کے درمیانے حصے پے کھڑے ہوتے تھے تو اللہ نے "طه ما انزلنا علیک القرآن لتشقی" طه. ہم نے قرآن آپ پر آپ کو مشقت میں ڈالنے لے لیے نازل نہیں کیا ہے۔

iii. **مکان نزول:** علامہ تقریبا ہر سورت کا موضع نزول ذکر کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں نازل ہوا یا مدینے میں۔ کیونکہ اس سے ناسخ و منسوخ کی پہچان ہوتی ہے جیسا کہ زرکشی "البرہان" میں شرائطِ مفسر کے تحت لکھتے ہیں: "معرفة المکی و المدنی....... ومن فوائده معرفة الناسخ والمنسوخ-[21]۔ ترجمہ: "مکی اور مدنی سورتوں کا جاننا (بھی ضروری ہے) اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ناسخ و منسوخ کی معرفت ہوتی ہے۔ سیوطی کی تفسیر سے سورۃ نحل اور سورۃ رحمن کی مثالیں پیش ہیں: " عن ابن عباس رضی الله عنماقال: نزلت سورة النحل بمکة [22]. ترجمہ: ابن عباس سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: سورۃ نحل مکہ میں نازل ہوئی۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: عن ابن عباس رضی الله عنماقال: نزلت سورة الرحمان بالمدينة[23]. "ابن عباس سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا: سورۃ رحمان مدینہ میں نازل ہوئی".

iv. **فضیلت سورت:** فضائل سورت کے سے متعلق موجود تمام روایت کا احاطہ کرتے ہیں، جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی فضیلت میں یہ روایت ذکر کرتے ہیں: "عن ابن مسعود: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من قرأ سورة الواقعة کل لیلة لم تصبه فاقة ابدا[24]. ترجمہ: "ابن مسعود سے روایت ہے میں نے حضور- صلاة الله علیه وسلامه- کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو سورۃ واقعہ ہر رات تلاوت کرے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں ہو گا"۔

v. **اسماء سورت**: سورتوں کے نام سے متعلق کوئی روایت یا اثر موجود ہو تو اس کا بھی اس تفسیر ذکر کر دیتے ہیں، جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے اسماء کے متعلق ابوہریرۃ- رضی اللہ عنہ- کی یہ روایت ذکر کرتے ہیں: "اللہ کے رسول صلاۃ اللہ علیہ وسلامہ فرماتے ہیں: "الحمد للہ رب العالمین رب العالمین "ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے"[25]۔

vi. **غرائب قرآن:** امام سیوطی نے تفسیر کا پورا حق ادا کیا ہے، انہوں غرائب قرآن کی توضیح و تفسیر اقوال صحابہ اور تابعین سے کرتے ہیں جیسا کہ لفظ "لاہیۃ" کی تفسیر مشہور تابعی قتادہؒ سے اس طرح روایت کیا ہے: "عن قتادة فی قوله: {لاهية قلوبهم} قال: غافلة." قتادہ نے "لاہیۃ قلوبھم" میں" لاہیۃ "کا معنی "غافلۃ" سے کیا ہے۔[26] اور

کلمۃ"اغلال" کی تفسیر ترجمان القرآن ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:"{الاغلال}مابین الصدر الی الذقن[27]۔لفظ"اغلال"سے مراد"سینے اور تھوڑی کے درمیاں کی جگہ ہے۔

vii. **نسخ کا بیان:** ناسخ و منسوخ کو پہچانے بغیر قرآن کی تفسیر ہی درست نہیں جیسا کہ البرھان میں ہے:"کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ ناسخ و منسوخ کی معرفت سے پہلے قرآن کی تفسیر کرے[28]"۔اس وجہ سے علامہ نے نسخ کو بیان کرنے کا خصوصی اہتمام کیا ہے جیسا کہ ایت" فاعفوا واصفحوا "[29] میں سدی روایت کرتے ہیں:"قال:ھی منسوخة نسختها (قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر[30])۔[31]ترجمہ: یہ آیت منسوخ ہے اس کو آیت "{قاتلوا الذين لا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر}نے منسوخ کیا۔

viii. **فقہی احکام میں کا بیان:** چونکہ علامہ شافعی المسلک تھے اس لیے فقہی احکام میں اکثر امام شافعی کے مسلک کی تایید میں فقہی اقوال تابعین وصحابہ سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ قاذف کی گواہی قبول ہونے کے بارے میں شافعیؒ کی تایید میں کئی اسلاف کے اقوال نقل کیے ہیں :"عن الشعبی والزهری وطاووس ومسروق قالوا:اذا تاب القاذف قبلت شهادته[32]۔"شعبی، زہری، طاوس اور مسروق سے مروی ہے کہ قاذف جب توبہ کرے گا تو اس کی گواہی قبول ہو جائے گی۔اور اس طرح کی روایت ابن عباس سے سے بھی ذکر کیا ہے۔

ix. **قرآت:** قرآت کی پہچان بھی تفسیر کا اہم حصہ ہے، کیونکہ تلفظ کی فرق سے مفہوم اور معانی بدل جاتے ہیں: جیسا کہ صبحی صالح مفسر کی شرائط و آداب میں لکھتے ہیں:"العلم بأصول العلوم المتصلة بالقرآن، كعلم القراءات؛ لأن به يعرف كيفية النطق بالقرآن[33]. ترجمہ:" قرآن سے متعلق بنیادی علوم کا جاننا(بھی شرط ہے) جیسا کہ علم القرات کیونکہ اسی سے قرآن کی تلفظ کی کیفیت کی معرفت ہوتی ہے۔اس لیے علامہ نے قرآت کے متعلق روایات کا خصوصی اہتما کیا ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے "مالک یوم الدین" میں انس-رضوان اللہ عنہ-سے الف کے ساتھ اور ام سلمہ-رضوان اللہ عنہا-سے بغیر الف کے ساتھ روایات ذکر کیے ہیں[34]۔

x. **ترجیح کے بغیر تمام اقوال ماثورۃ کا ذکر:** جس جگہ کسی لفظ کی تفسیر میں متعدد اقوال ہوں علامہ ان سب کو ذکر کر دیتے ہیں جیسا کہ سورہ نور میں "طائفة" کی تفسیر میں ابن عباس، حسن بصری، مجاہد، عکرمہ، زہری اور ابن زید سے الگ الگ

اقوال کی روایات ذکر کرتے ہیں۔ عن ابن عباس: {وليشهد عذابهما طائفة من المومنين} قال الطائفة الرجل فما فوقه، عن الحسن: الطائفة عشرة، عن مجاهد فى الاية قال: الطائفة واحد الى الالف- عن عكرمة فى الاية قال: ليحضر رجلان فصاعدا- عن الزهرى قال الطائفة الثلاثة فصاعدا- عن ابن زيد قال: الطائفة اربعة[35]-**ترجمہ:** "آیت" وليشهد عذابهما طائفة من المومنين"**میں** "**طائفہ**" **سے مراد ابن عباس کے نزدیک "ایک یا ایک سے زیادہ افراد" ہے، حسن کے ہاں دس افراد مراد ہے، مجاہد کے ہاں ایک سے ہزار تک مراد ہے، عکرمہ کے ہاں دو یا زیادہ افراد مراد ہے، زہری نے فرمایا کہ تین یا زیادہ افراد مراد ہے۔ ابن زید کے ہاں چار افراد مراد ہے۔**

6۔اقسام روایات و آثار: **شوکانی اس تفسیر کے بارے میں رقمطراز ہیں:** "اعلم ان تفسير السيوطى المسمى ب "الدر المنثور" قد اشتمل على غالب ما فى تفاسير السلف من التفاسير المرفوعة الى النبى صلى الله عليه وسلم و تفساسير الصحابة ومن بعدهم وما فاته الا القليل النادر[36]۔**ترجمہ: جان لو کہ سیوطی کی تفسیر جو کہ "الدر المنثور" سے موسوم ہے مشتمل ہے سلف کے اکثر ان تفاسیر پر جو رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور تابعین سے بسندِ متصل منقول ہیں، البتہ ان سے بہت کم ہی رہ گیے ہیں۔ پھر وہ روایت منتہی کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں اور صحت وضعف کے اعتبار سے خلط ملط ہیں، اس لیے ان کی پہلی انتہاء کے اعتبار سے تقسیم پھر صحت وضعف کے اعتبار سے تقسیم کرتے ہیں۔**

- **روایات کی اقسام باعتبار منتہی:**

i. **مرفوع یعنی تفسیر القرآن بالسنۃ: تفسیر ماثور میں تفسیر القرآن بالقرآن کے بعد دوسرا درجہ اسی ہی کا ہے، یعنی قرآن کی تفسیر حضرت محمد ﷺ کی اقوال و افعال سے کیا جائے، کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ نے قرآن کا شارح و مبین بنا کر مبعوث کیا تھا، اس وجہ سے امام سیوطی اکثر روایات نبی ﷺ سے لے کر آتا ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ میں لکھتے ہیں:** "عن ابى ذر قال سالت رسول الله -صلاة الله عليه وسلامه- عن "المغضوب عليم" قال: "اليهود" قلت: "الضالين" قال: "النصارى"[37]۔**ترجمہ:** "**ابو زر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور-صلاۃ اللہ علیہ وسلامہ-سے "المغضوب علیھم" کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: "یہودی" میں کہا "الضالین؟ فرمایا: وہ "عیسائی" (ہیں)۔**

ii. **موقوف آثار یعنی تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ:** مرفوع حدیث سے تفسیر کے بعد تفسیر باقوال الصحابہ کا درجہ ہے، امام حاکم کے بقول صحابی کی تفسیر مرفوع روایت کے حکم میں ہے[38]. امام سیوطی پنی اس کتاب میں تقریبا تمام صحابہ سے روایات لاتے ہیں خصوصا ابن عباس، انس، ابوزر، ابن مسعود، عائشہ۔رضی اللہ عنھم۔سے ماخوذ روایات کی کثرت ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں موجود کلمۃ "محکمات" کی تفسیر ابن عباس سے اس طرح نقل فرماتے ہیں: "عن ابن عباس قال {محکمات} الحلال والحرام[39]۔" ابن عباس سے مروی ہے کہ "محکمات" سے مراد حلال و حرام ہیں"۔

- **مقطوع آثار یعنی تفسیر القرآن باقوال التابعین:** علامہ سیوطی چونکہ اپنی رائے سے کسی آیت کی تفسیر نہیں کرتے ہیں اور نہ کسی معانی کو ترجیح دیتے ہیں، اس لیے جہاں کوئی مرفوع حدیث یا قول صحابی نہ ملے تو اقوالِ تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تابعین میں سے اکثر مجاھد، قتادہ، ضحاک، ابن جریج، سدی، مقاتل، محمد بن قیس، حسن بصری، سعید بن جبیر، عطا، عکرمہ، شعبی، زہری، طاووس، مسروق اور سعید بن المسیب وغیرہ سے روایات لیتے ہیں، جیسا کہ عکرمہ سے ایک آیت کی تفسیر اس طرح نقل کرتے ہیں: "عن عكرمة في قوله {والأرحام} قال: اتقوا الأرحام أن تقطعوها[40]"۔ اس آیت میں "الارحام" کا محلِ عطف بتارہے ہیں کہ اس لفظ کا عطف اس آیت میں مذکور "اتقوا" کے مفعول لفظ "اللہ" پر ہے، پھر "ان تقطعوھا" سے اس کی تفسیر فرمائی ہے۔

- **اقسام باعتبار صحت وضعف:**

i. **موضوع روایات:** علامہ نے اس کتاب میں احادیث میں تمیز نہیں کی ہے یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ وہ حدیث میں متساہل تھے اس وجہ سے بہت سے موضوع واسرائیلیات بھی اس تفسیر میں آگئی ہیں، ان میں سے ایک روایت یہ ہے۔ "عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أن عيسى بن مريم أسلمته أمه إلى الكتاب ليعلمه فقال له المعلم: اكتب "بسم الله الرحمن الرحيم" قال له عيسى: وما باسم الله قال المعلم: لا أدري فقال له عيسى الباء بهاء الله والسين سناؤه والميم مملكته و"الله" إله الآلهة و"الرحمن" رحمان الدنيا والآخرة و"الرحيم" رحيم الآخرة"[41]. ترجمہ: ابن جریر نے، ابن عدی نے کامل میں، ابن مردویہ نے، ابو نعیم نے حلیۃ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور ثعلبی نے بہت ہی کمزور سند کے ساتھ ابو سعید خدری رضی اللہ سے روایت کی ہیں انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عیسی بن مریم کو ان کے ماں کاتب کے پاس لے کر گئی

تا کہ وہ اس کو سکھائے، استاذ نے عیسی علیہ السلام سے کہا: لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم "عیسی علیہ السلام نے اس سے کہا کہ "بسم اللہ" کیا چیز ہے؟ استاذ نے کہا: میں نہیں جانتا، اس پر عیسی علیہ السلام نے فرمایا: "ب" سے مراد بہاء اللہ (اللہ کا رونق) ہے، "سین" سے مراد سناء اللہ (اللہ کا نور) اور "میم" سے اللہ کی مملکت ہے، اور "اللہ" سے مراد الہ الالھۃ(معبودوں کا معبود) ہے، "رحمن" سے مراد دنیا اور آخرت دونوں میں رحم کرنے والا اور "رحیم" سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے"۔ حفاظِ حدیث کا ہاں یہ حدیث باطل اور موضوع ہے، ابن عراق اس روایت پر یوں نقد کرتے ہیں: ولا یضع مثل هذا إلا ملحد أو جاهل[42]۔" اس جیسی روایت صرف ملحد اور جاہل ہی گھڑ سکتا ہے"۔ اور ابن جوزی لکھتے ہے: "هذا حديث موضوع محال[43]. ترجمہ: "یہ یقینی طور پر موضوع حدیث ہے"۔ الغرض ابن جوزی اور ابن عراق نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

ii. **ضعیف روایات:** علامہ کی تفسیر میں روایات ضعیفہ کی بھی بھرمار ہے، ان میں سے ایک روایت یہ ہے جس کو علامہ نے سورۃ فاتحہ کے فضائل میں ذکر کیا ہے۔"عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "اذا وضعت جنبک علی الفراش وقرات "فاتحۃ الکتاب و قل ھو اللہ احد "فقد آمنت من کل شیئ الا الموت"[44]. البانی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے[45]۔

iii. **صحیح روایات:** اس تفسیر میں علامہ بہت ساری صحیح الاسناد احادیث بھی ذکر کیے ہیں، جو صحاح ستہ میں بھی موجود ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ میں فرماتے ہیں: "عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم {الحمد لله رب العالمين} أم القرآن وأم الكتاب والسبع المثاني[46]. یہ روایت الفاظ کے تغیر کے ساتھ بخاری نے بھی روایت کی ہے[47]۔ اور بخاری کی روایات صحیح الاسناد ہیں، اس روایت میں امام سیوطی بطور مصدر بخاری کا تذکرہ کیا ہے۔

6۔ تفسیر میں عمومی ترتیب:

ان کی تفسیر میں روایات لانے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ تقریبا ہر سورت کا مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں اسی سورت کے اسامی (اگر ہوں)، تعدادِ آیات، فضائل، شان نزول اور مکانِ نزول کے متعلق روایات ذکر کرتے ہیں،

پھر اس کے بعد ایک آیت یا چند آیات ذکر کر کے ان سے متعلق ہر قسم کی روایت اور اثر ذکر کر کے ان کی توضیح امت کے لیے پیش کرتے ہیں۔

نتائج تحقیق: علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی تفسیر "الدر المثور فی التفسیر بالماثور" کو تفسیری روایات اور آثار کا جامع بنایا ہے، اس وجہ اس میں ہر قسم کی روایات شامل ہو گئے ہیں چاہیے وہ روایات مرفوع یا موقوف یا مقطوع ہوں، البتہ وہ ان روایات و آثار کی نہ اسناد ذکر کرتے ہیں اور نہ ہر روایت پر کوئی تبصرہ کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کی یہ تفسیر رطب و یابس کا ایک مجموعہ بن کر رہ گیا، جس میں موضوع، ضعیف اور صحیح ہر قسم کی روایات ہیں، مزید یہ کہ اس میں علامہ نے تفسیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے، چاہیے وہ فضیلت سور ہوں یا مکانِ نزول یا شانِ نزول ہو یا قرآت کا بیان ہوں یا غرائب قرآن کا بیان ہو یا فقھی احکام میں اقوال کا تذکرہ ہو، اس مقالے میں ان کے منہج اور مزایا کی وضاحت کی گئی ہے تا کہ ایک قاری کے لیے اس کا مطالعہ کرنا اور سمجھنا آسان ہو جائے۔

حوالہ جات

[1] ۔الفیروزآبادی مجد الدین أبو طاھر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 2005م:456
Al-Ferozaābadī Majd-ud-Din Abū Tāhir Muhammad Bin Yaqūb, Al-Qāmus Al-Muhīt, Muassasah Al-Risalah, Beirut, 2005AD: 456

[2] ۔مرتضی الزّبیدي محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسیني، أبو الفیض، تاج العروس، دار الھدایۃ: 13/ 323
Murtaza Al-Zubaidī Muhammad Bin Muhammad Bin Abdul Razzaq Al-Husseini, Abu Al-Fayed, Tāj Al-Urūs, Dar Al-Hidaya: 13/323

[3] ۔الزرکشي أبو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ البرھان في علوم القرآن، دار إحیاء الکتب العربیۃ، بیروت، 1957م :1/ 13
Al-Zarkashī Abu Abdullah Badruddin Muhammad Bin Abdullah Bin Bahadur, Al-Burhān Fi Ulūm Al-Qurān, Dar Al-Ahya Al-Kutub Al-Arabiya‹ Beirut 1957 AD, 1/13

[4] ۔الدکتور محمد السید حسین الذھبي، التفسیر والمفسرون، مکتبۃ وھبۃ، القاھرۃ:1/ 14
Dr. Mohammed Al-Sayed Hussain Al-Dhahabi, al Tafsīr Wal Mufasirūn, Maktabah Wahaba, Cairo: 1/14

[5] . السیوطي جلال الدین عبد الرحمن بن أبي بکر، الدر المنثور، دار الفکر، بیروت، 1993ھ:1/ 1
Al-Suyuti Jalāluddin Abdul Rahman Bin Abi Bakr, Al-Durr Al-Manthūr, Dār Al-Fikr, Beirut, 1993 AH: 1/1

[6] ۔چشتی ڈاکٹر محمد عبد الحلیم، تذکرۃ علامہ جلال الدین سیوطی، الرحیم اکیڈیمی، کراچی، 1421ھ، ص:16۔السیوطي جلال الدین، حسن المحاضرۃ في تاریخ مصر والقاھرۃ، دار إحیاء الکتب العربیۃ، مصر، 1967م 1/335
Chishtī Dr. Muhammad Abdul Haleem, Tazkira Allama Jalāluddin Siuti, Al-Rahīm Academy, Karachi, 1421 AH, p: 16
Al-Suyuti Jalāl al-Din, Hassan Al-Muhādhra Fi tārik al misr wal Cairo, Dar Al-Ahyaa Al-Kutub Al-Arabiya, Egypt, 1967: 1/335

[7] ۔طاھر سلیمان حمودۃ، جلال الدین السیوطي عصرہ وحیاتہ وآثارہ وجھودہ في الدرس اللغوي، المکتب الاسلامی، بیروت، 1989م۔1/91
Tahir Suleiman Hammūda, Jalāluddin Al-Suyuti's Asruhu wa hayātuhu wa aāsaruhu wa juhuduo fi aldrs al lughawi,almkatb alislami, Beirut: 1/91

[8] ۔ القاموس المحیط:1/ 868
AlQāmūs Al Muhīt: 1/868

[9] ۔ السیوطي جلال الدین، حسن المحاضرۃ في تاریخ مصر والقاھرۃ:1/ 338
Al-Suyuti Jalāl al-Dīn, Hassan al-Muhādara fi tarik mis wal Cairo: 1/338

[10] ۔ تذکرۃ جلال الدین سیوطی:150
Tazkira Jalāluddin Sayūti: 150

[11] .منیع بن عبد الحلیم محمود، مناھج المفسرین، دار الکتاب المصري-القاھرۃ، 2000م:ص:251

Manī bin Abdul Halīm Mahmoud, Manāhij al-Mufassirin, Dar al-Kitab al-Masri - Cairo, 2000, p: 251

[12]. مناھج المفسرین،:251

Manāhaj al-Mufassirīn, p: 251

[13]۔ الدر المنثور:1/ 20

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/20

[14]. الدر المنثور:1/ 20

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/20

[15]۔ الدر المنثور:1/ 15

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/15

[16]۔ الدر المنثور:1/ 13

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/13

[17]. السيوطي جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، دار طيبة:1/ 217

Al-Suyuti Jalal al-Din 'Abd al-Rahman ibn Abi Bakr, Tadrīb al-Rawi in Sharh Taqrīb al-Nawawi, Dar al-Taiba: 1/217

[18]. الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 23

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/23

[19]۔ البرهان في علوم القرآن:1/ 22

Al Burhān Fi Ulūm Al Quran: 1/22

[20]۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور:5/ 549

Al-Durr Al-Manthūr:: 5/549

[21]۔ البرهان في علوم القرآن:1/ 187

Al Burhān Fi Ulūm Al Quran: 1/187

[22]. الدر المنثور في التفسير بالمأثور:5/ 107

Al-Durr Al-Manthūr:: 5/107

[23]. الدر المنثور في التفسير بالمأثور:7/ 689

Al-Durr Al-Manthūr:: 7/689

[24]. الدر المنثور في التفسير بالمأثور:8/ 3

Al-Durr Al-Manthūr:: 3/08

[25]۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 12

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/12

[26]۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور:5/ 616

Al-Durr Al-Manthūr:: 5/616

[27]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:7/ 43

Al-Durr Al-Manthūr:: 7/43

[28]۔البرهان في علوم القرآن:2/ 29

Al Burhān Fi Ulūm Al Qurān: 2/29

[29].البقرة:109

Albaqarah: 109

[30].التوبة:29

Al Tobah: 29

[31]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 262

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/212

[32]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:6/ 131

Al-Durr Al-Manthūr:: 6/131

[33]. صبحي الصالح، ،مباحث في علوم القرآن،دار العلم للملايين،2000ء: 342

Sobhī Al-Saleh, Mabāhit fi Ulūm Al Qurān, Dar Al-Ilm lil Malāyīn, 2000AD: 342

[34]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 35

Al-Durr Al-Manthūr: 1/35

[35]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:6/ 126

Al-Durr Al-Mantūur: 6/126

[36]۔الشوكاني محمد بن علي بن محمد بن عبد الله، فتح القدير اليمني، دار ابن كثير، بيروت،1414ه:1/ 15

Shokāni Muhammad ibn Ali ibn Muhammad ibn Abdullah, Fateh al-Qadīr al-Yemeni, Dār Ibn Katheer, Beirut, 1414 AH: 1 /15

[37]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 42

Al-Durr Al-Manthūr:: 1/42

[38]السيوطي جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر، الإتقان في علوم القرآن، الهيئة المصرية العامة للكتاب، مصر،1974م:4/ 200

Al-Suyutī Jalāluddin Abdul Rahman Ibn Abi Bakr, Al Itqan fi Ulum Al Quran, Al haitah al Misriayah Al aamah lil kitab, Egypt, 1974 AD: 4/200

[39]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:2/ 145

Al-Durr Al-Manthūr: 2/145

[40]۔الدر المنثور في التفسير بالمأثور:2/ 424

Al-Durr Al-Manthūr: 2/424

[41].الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 23

Al-Durr Al-Manthūr: 1/23

[42]۔ ابن عراق الكناني نور الدين، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن، تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة دار الكتب العلمية، بيروت 1399ھ:1/ 231

Ibn Iraq Al-Kināni Noor-ud-Din, Ali Bin Muhammad Bin Ali Bin Abdul Rahman, Tanzīh al Shirah al marfoah anil akhbar alshaniah al mozaha, Dar Al-Kitab Al-Alamiya, Beirut 1399 AH: 1/231

[43]. ابن الجوزي جمال الدين عبد الرحمن بن علي، الموضوعات، محمد عبد المحسن صاحب المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، 1966م:1/ 204

Ibn al-Jūzi, Jamal-ud-Din Abdul-Rahman bin Ali, Al maozoāt, Muhammad Abdul Mohsen, Sahib al maktabah al salafiah, Madinah Al-Munawarah, 1966, 1/204

[44]۔ الدر المنثور:1/ 15

Al-Durr Al-Manthūr: 1/15

[45]۔ الألباني أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، بن الحاج، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، دار المعارف، الرياض، 1992 م:11/ 104

Al-Albānī Abu Abd al-Rahman Muhammad Naser al-Din, Ibn al-Hajj, Silsilah al ahadith alzayīfah wal maozoah w asaruh al saiah fil Ummah, Dār al-Ma'arif, Riyadh, 1992: 11/104

[46]۔ الدر المنثور في التفسير بالمأثور:1/ 12

Al-Durr Al-Manthūr: 1/12

[47]. محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري، صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب سورة الحجر، حديث نمبر:4427، دار ابن كثير، بيروت، 1987ء:4/ 1738

Muhammad ibn Ismā'il Abu Abdullah al-Bukhāri, Sahīh al-Bukhāri, Kitab al-Tafsīr, chapter of Surah Al-Hijr, Hadith number: 4427, Dar Ibn Kathir, Beirut, 1987: 4/1738